THE

سرمور گزٹ

ناہن

نمبر ۳	مطبوعہ ۲۰ جنوری سنہ ۱۸۹۳ع روز جمعہ	جلد ۶

سرمور گزٹ

ناہن ۲۰ جنوری سنہ ۹۳ جمعہ

اشتہار فروخت کتاب

سیرۃ الفاروق

یعنی

فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ

کی سوانح عمری اور حالات خلافت

نشی سراج الدین احمد اڈیٹر سرمور گزٹ کی تالیف سے یہ جو کتاب ہے حضرت عمر کے سوانح عمری اور حالات خلافت مین دو

مضمون مین بڑی تحقیق اور کوشش اور تلاش سے لکھے گئے ہین دو جزو کا دیباچہ اس کے علاوہ ہے جس مین شیعہ اور سنی کی باہمی مخالفت کے اصلی تاریخی واقعات اور اسباب اور اُس کی اصلیت پر اس غرض سے بحث کی گئی ہے کہ یہ مخالفت مسلمانون کے درمیان سے اُٹھ جاے

کتاب کی نسبت اس سے زیادہ کہنے کی کوئی [illegible]ت نہین ہے کہ مسلمانون کے واسطے ایک بادشاہ سے لے کر عامی مسلمان تک دینی اور دنیوی زندگی کے واسطے نہایت درجہ ہادی اور رہنما ہے اور مسلمانون کی ترقی کے اصلی اور حقیقی اور سچے اسباب کا آئینہ ہے نہایت خوش خط موٹے چکنے سفید کاغذ پر چھاپی گئی ہے اور قیمت مع محصول ڈاک وغیرہ دو روپیہ ہے۔ المشتہر منیجر سرمور گزٹ ناہن

مذہب - علم - اخلاق

جناب اڈیٹر صاحب۔

یہ مضمون کئی جگہ چھپا ہے بعضت کو افسوس ہے کہ مضمون کے ساتھ بہت سی غلطیاں بھی مشتہر ہوتی جاتی ہیں۔ اب زیادہ صحیح کر کے آپ کے پاس روانہ کیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ جن لوگوں نے اس کو غور سے پڑھا ہوگا انھوں نے اس کی غلطیوں کو پالیا ہوگا یا اس کی خوبیوں کے عوض اس کے عیبوں سے قطع نظر کیا ہوگا۔ لیکن بعض غلطیاں ایسی ہیں کہ مصنف کا مطلب اُن سے اُلٹ جاتا ہے یا بے معنی معلوم ہوتا ہے۔ امید ہے کہ ناظرین آپ کے اخبار سے اُن کو صحیح کر لیں گے۔ راقم فارقلیط۔

ان تینوں لفظوں کے تین جدا مفہوم ہیں انسان کی اندرونی اور بیرونی زندگی دونوں میں ہر وقت ان کا کام رہتا ہے۔ اس مضمون سے ہمارا مقصد یہ بحث کرنے کا ہے کہ ان کی کچھ حقیقت ہے یا نہیں اور ان کو آپس میں کیا تعلق ہے۔ اول ہم دو چیزیں لیتے ہیں ۱۔ مذہب ۲۔ علم اور تحقیق کرتے ہیں کہ یہ کیا ہیں اور آپس میں ان کو کیا نسبت ہے۔

مذہب کی بحث کرنے میں اس امر کا معلوم ہونا ضرور ہے کہ مذہب فی الحقیقت کوئی شے ہے یا نہیں۔ اس سے یہ غرض ہے کہ آیا اس کی بنا عقل پر ہے یا وہم پر۔ انسان کی سمجھ اس کو قبول کرتی ہے یا نظر اول ہی میں بیہودہ سمجھ کر چھوڑ دیتی ہے۔ اگر ہم اس امر کو ثابت کر دیں کہ مذہب کی بنا انسان کی ناسمجھی اور نقصان عقل پر نہیں ہے تو ہماری بحث بہت سہل ہو جائے گی۔

مذہب کے لفظ سے اس مضمون میں وہ بڑے بڑے اصول مراد لیے ہیں جو کم و بیش مختلف شکلوں سے انسان کی مختلف قوموں میں جڑ پکڑ گئے ہیں۔ مثلاً دنیا کا ایک خالق ہونا۔ اس کی طاقتوں کا نامحدود ہونا۔ اس کی حقیقت کا عقل سے خلاف نہیں لیکن عقل سے بالا ہونا۔ اپنے کاموں کی جواب دہی جس کا لازمی نتیجہ ہے روح کا یقین اور اس کی بقا کا اعتقاد۔ نیکی اور بدی کو واجبی طور پر لازمی جاننا۔ اپنی طاقتوں کو امانت سمجھنا۔ دنیا کے بنانے والے اور اپنے میں کوئی لگاؤ سمجھنا وغیرہ خیالات مذہب سے تعبیر کیے گئے ہیں۔

اب ہم اس امر سے بحث کرتے ہیں کہ یہ باتیں یا مذہب کا یہ خیال پہلی ہی بار عقل کے بالکل خلاف نظر آتا ہے یا نہیں۔ اگر ہم کسی شخص سے کہیں کہ آگ کا ایک سمندر ہے اور اس میں جہاز چلتے ہیں اور اس کا نام بحر قلزم ہے تو اس کی عقل ان باتوں کو بیہودہ سمجھ کر ہنسے گی اگر ہم کسی آدمی کو یہ دکھانا چاہیں کہ دو خط مستقیم کسی فاصلہ کو محدود کر سکتے ہیں تو اس کی عقل اس سے ابا کرے گی۔ ایسا ہی کسی بچے سے یا کیسی ہی موٹی سمجھ کے آدمی سے کہیں کہ دو اور دو مل کر پانچ یعنی دو۔ اور دو اور ایک کے برابر ہوں گے تو وہ بے سوچے سمجھے کہنے والے کو دیوانہ بے وقوف یا جھوٹا سمجھے گا۔ ایسی باتیں ہم جانتے ہیں کہ بحث کے دائرے میں لانے کے قابل نہیں جن پر ایک لمحہ ٹھیرنے پر بھی سمجھ انکار کرتی ہے۔ اب دیکھنا چاہیے کہ مذہب کا بھی یہی حال ہے یا نہیں۔

اس پر ہم دو طرح غور کر سکتے ہیں۔ ایک شہادت خارجی۔ اور دوسری شخصی یا قلبی۔ ہم تمام دنیا کو دیکھتے ہیں کہ وہ مذہب کے خیال کو بیہودہ اور محال باتوں کے دائرے میں جگہ نہیں دیتی۔ نہ صرف عوام ہی کو خواص۔ نہ صرف بھدی سمجھ والے ہی کو باریک بین۔ نہ صرف کثرت رائے ہی کو اتفاق رائے اس پر ہے ہم نے کبھی نہیں دیکھا اور نہ سنا اور نہ پڑھا ہے کہ اس کہنے پر کہ "اس دنیا کو کس نے بنایا" "مجھ کو اپنے کاموں کی باز پرس دینی ہوگی" کسی نے بھی ذرہ بے سوچے یہ جواب دیا ہو "کیا بیہودہ کہتے ہو۔ دیوانے ہو یا ہنسی کرتے ہو۔" اب ہم دنیا کو چھوڑ کر اپنی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ خود ہم بھی دین کو تسلیم کرتے ہیں یا نہیں۔ ہم اس کو ہرگز بے اصل نہیں سمجھتے بلکہ اس کے خلاف۔

اس سے صرف اس قدر ثابت ہوا کہ انسان کی طبیعت یا فطرت یا عقل یا سمجھ مذہب سے ابا نہیں کرتی۔ لیکن ممکن ہے کہ عقل کا فیصلہ غلط ہو۔ اور مذہب کا خیال ایسا ہی لغو ہو جیسا "دو اور دو پانچ ہوتے ہیں" کا خیال ہے۔

ہم اس پر صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ اگر ہماری سمجھ معیار نہیں ہو سکتی تو کوئی چیز نہیں جو جھوٹ اور سچ میں تمیز کر سکے اس لئے ہم کو چار و ناچار سمجھ ہی کو منصف کرنا پڑتا ہے۔ گو عقل ایک ظالم حاکم ہو مگر ابتدا ہی سے کسی زبردست چیز نے جس کو فی الحال ہم نہیں جانتے ہم کو اس کا ایسا محکوم بنایا ہے کہ آزادی کا تصور بھی ناممکن ہے۔ ہم نے صرف اتنا ثابت کیا کہ مذہب ایسی لغو چیز نہیں جس پر غور ہی نہ کرنا چاہئے۔ اب یہ سوچنا چاہئے کہ اس کا خیال کہاں سے آیا۔ اسی پر تمام سوال کی بنا ہے۔ مذہب کہاں سے آیا ہم جانتے ہیں کہ یہاں موجود ہے۔ طبیعت کا مقتضا ہے کہ اس کے سچ اور جھوٹ کی بحث میں اس کے ماخذ تک جائے جہاں تک معلوم ہے دو طرح سے اس کی تشریح کی گئی ہے۔ اول یہ کہ سوسائٹی یا تمدن سے لوگوں کے مل جل کر رہنے سے یہ خیال پیدا ہوا۔ اور متواتر نسلوں میں ایک دوسرے سے پھیلتا گیا۔ دوسرے یہ کہ انسان اور مذہب ساتھ پیدا ہوئے ہیں۔ جہاں سے انسان آیا ہے مذہب بھی اسی جگہ سے نکلا ہے دونوں خیالوں پر ہم جدا جدا بحث کرتے ہیں۔

اس خیال پر کہ مذہب تمدن سے نکلا ہے اور مل جل کر رہنے سے یہ باتیں آدمی کے دل میں جاگزین ہو گئی ہیں ہم کو خوب غور کرنا چاہئے یہ خیال بڑے بڑے غور کرنے والوں نے پیدا کیا ہے اور اس کو ثابت کرنے کے لئے نہایت زبردست دلیلیں پیش کی ہیں اور مذہب کے خلاف جس قدر فلاسفر دہریے حکمائے طبیعی وغیرہ ہوئے ہیں وہ زیادہ تر اسی طرف مائل ہوئے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ بہت سے آدمیوں نے مذہب کی اصلیت پر بحث کرنے اور اس سوال کے جواب دینے سے انکار کیا ہے۔ وہ خود مذہب والوں سے پوچھتے ہیں کہ یہ کہاں سے آیا؟ اور اس کو ثابت کرو۔ لیکن ہم ایسی عظیم الشان حقیقت اور ایسے بڑے اور عمیق واقعہ کو اس قدر آسانی سے نہیں چھوڑ سکتے اور جو شخص ایسے بڑے مسئلے سے دوبدو ہونے سے انکار کرتے ہیں ان کی رائے زیادہ عزت کی مستحق نہیں ہے۔

اب اس خیال پر پہلا اعتراض یہ ہوتا ہے کہ اگر تمدن سے اور جماعت میں رہنے سے یہ خیال پیدا ہوا اور باپ دادا سے یہ خیال بطور ورثہ کے آیا تو کوئی حالت ایسی ہوگی جس میں انسان کے دل میں یہ خیال خود بخود پیدا ہوا کیونکہ خیال کے اس سلسلہ کو ختم کرنا ضرور ہوگا۔ اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ انسان کی ابتدائی اور وحشت کی حالت میں قدرت کے بڑے بڑے ظہور اور عجیب و غریب چیزیں دیکھنے سے اس کے دل میں عجیب غلط خیالات پیدا ہو گئے۔ وہ ان مظاہر کو ایک نامعلوم اور مہیب قدرت کے کام سمجھنے لگا۔ مادہ کو سلطنت اور ان پر کسی کو حاکم فرض کر کے ان مذہبی خیالات کو اس نے ایک سلسلہ قائم کیا عقل کی ابتدا۔ تجربہ کا موجود نہ ہونا۔ علم کی کمی بلکہ عدم۔ یہ باتیں ہیں جنہوں نے اس کے دل میں یہ خیال سکھا دیے۔ چنانچہ اول وہ درختوں کو۔ پتھروں کو۔ کتوں کو پھر چاند سورج زمین و آسمان کو اور ان کے ایک فرضی خالق کو پوجنے لگا۔ مذہب اس لئے عقل کی کمی اور بے علمی کا نتیجہ ہے۔ سوسائٹی کی حالت جس قدر ترقی کرتی جائے یہ خیالات دور ہونے لگیں گے۔

اول یہ امر فوراً معلوم ہو سکتا ہے کہ مذہب کا خیال جہالت اور کم عقلی سے پیدا نہیں ہوا بلکہ جس قدر قومیں زیادہ جاہل اور وحشی ہوتی ہیں ان میں یہ خیال (جو حالات کے موافق فطرت انسانی میں پیدا کیا گیا ہے) زیادہ پریشان اور بے ترتیب ہوتا ہے ہم تاریخ سے تحقیق کر سکتے ہیں کہ جس قدر تہذیب علم اور روحانی سلوک کی قوموں میں یا افراد میں زیادہ ترقی ہوتی گئی یہ خیال زیادہ صاف اور زیادہ واضح ہونے لگا۔ علم کے بڑھنے سے انسان کی مذہبی فطرت کو (جس کا وجود ثابت کیا جائے گا) اب تک خطرہ نہیں ہوا۔ عقلی امور میں جس قدر ترقی ہوئی ہے روح اور انسانی فطرت میں جس قدر زیادہ غور ہوتے حقائق قدرت کا علم جس قدر بڑھتا گیا ہے مذہب کا خیال اسی قدر

اس مضمون کے پڑھنے والوں کو یہ بات معلوم ہو گئی ہوگی کہ ہمیں کسی فریق کے دلائل بیان کرنے میں قصداً غلط بیانی کرنا چاہا ہو [illegible] نظر انداز کر کے نہایت سچ اور پسندیدہ اصول کو نہایت وضاحت سے بیان کرنا ہمارا مقصد اور ضروری ہے۔

مضمون نہیں بڑھ گیا کیونکہ مضبوط ہمیشہ سے غالب کی صداقت ہوتا گیا۔

اس مقام پر مادی فرقہ والے یہ کہیں گے کہ علوم حقائق یعنی طبیعیات میں انسان کو جس قدر زیادہ مہارت حاصل ہوتی ہے۔ اسی قدر یہ خیال دنیا کے ان حصوں میں جہاں یہ علم ترقی کر رہے ہیں کم ہوتا جاتا ہے اس بات کے ثبوت میں یورپ کی مثالیں پیش ہو سکتی ہیں

ہم یہاں اس فرقے سے بحث کرتے ہیں جو تمام عالم میں صرف مادہ کے وجود کا قائل ہے۔ کیونکہ اگر کوئی اصول مذہب کی جڑ اکھاڑتا ہے تو وہی اصول ہے جو روح سے جذبات سے انسان کی ابتدا سے انتہا سے انکار کرتا ہے۔ انسان کیا چیز ہے صرف مادے کے تغیرات سے پیدا ہوا ہے۔ بہت سی کثیف چیزیں ہیں جن کو خاص حالتوں میں رکھنے سے بعض قسم کے جاندار پیدا ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح پر مادہ سے جو ہمیشہ سے چلا آتا ہے اور ہمیشہ تک رہے گا چھوٹے چھوٹے جاندار پیدا ہوتے ہیں۔ قوی جاندار باقی رہتے ہیں ضعیف اور بے ڈھنگے مر جاتے ہیں اور ترقی کرتے کرتے سنورتے سنورتے یہ مختلف صورتیں پیدا ہوئی ہیں جس میں انسان بھی داخل ہے۔ اب کسی دانا خالق۔ جواب دہی مذہب اور نیک و بد کی تمیز ان کی کیا ضرورت ہے؟ اس کا جواب ہم کو مختصر کرنا پڑے گا ہم کو اس سے یہاں بحث نہیں کہ آیا خلقت کا یہ سلسلہ درست ہے یا نہیں بلکہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ عجب نہیں ایسا ہو۔ یہ ناممکن نہیں بلکہ اس بات کو کہ انسان نے مادہ یا حیوان سے ترقی کی ہے صرف جنس دینا اس کو غلط ثابت نہیں کر سکتا۔

اس سلسلے سے جو لوگ "اس اعلیٰ وجود" کی ضرورت سے انکار کرتے ہیں وہ انسان کو صرف مٹی کا پتلا فرض کرتے ہیں اور اس تمام کارخانۂ کائنات کے کوئی اندرونی معنی قرار نہیں دیتے۔ عجب نہیں کہ انسان کو نہایت وقت کے بعد اس امر کا خیال ہو جائے اور ہو جاتا ہے کہ میں گم شدہ شے پر جستجو بے معنی عجیب ہے۔ اس کا جواب اس سے بھی زیادہ گہرا اور دلچسپ ہے ڈارون، اسپنسر وغیرہ کو جنہوں نے ان امور کو ثابت کیا ہے خدا کا منکر کہنا غلطی ہے یہ نتیجے ان کے طعانے جو مجھ سے آدمی میں لگ رہے ہیں۔

جونکوں کی طرح بغیر کسی مقصد یا ارادے یا خالق کے پیدا ہوئے ہوں۔ لیکن اس میں ایک چیز ہے جو ہر وقت اس کے کان میں کہتی رہتی ہے کہ "تو مردہ نہیں ہو سکتا" "تو اس سے بالاتر ہے" "تو حاکم ہے وہ محکوم"۔ وہ چیز عقل ہے جس سے وہ سوچتا ہے۔ جس سے وہ نامعلوم چیزوں کو معلوم کرتا ہے۔ اسباب کو دیکھتا ہے اور اس سے نتیجہ نکالتا ہے حال سے ماضی اور مستقبل کو قیاس کرتا ہے اپنے وجود کا علم اس کو ہے وہ چیز جو اس سے ہر وقت یہ کہتی ہے کہ "یہ کر اور یہ نہ کر" اس مردہ مادے کے برابر نہیں ہو سکتی جو نہیں جانتا کہ میں ہوں یا نہیں۔ کیا ہوں۔ کہاں ہوں اور کیوں ہوں۔ یہ باتیں ہیں جو انسان کو اعلیٰ زینے پر چڑھاتی ہیں اور جن سے ہم "مذہبی خیال" کی ضرورت سمجھتے ہیں۔ ہم اس امر کو مختصراً بتا چکے ہیں کہ انسان خالص مادہ نہیں۔ ہر آدمی جو غور کرے گا اس کو اس کے جتانے کے لیے غیر کے کہنے کی ضرورت نہ رہے گی۔ جو گروہ آج کل اپنے علم اور عقل کا اس قدر بلند پروازی سے دعوی کرتا ہے اور اپنی لیاقت کا جا بجا اشتہار دیتا ہے وہ ان ابتدائی مسئلوں پر بحث کرنے سے انکار کرتا ہے۔

جو لوگ مادی فرقے سے نہیں بلکہ پرانے فلسفے سے مذہب کو باطل کرتے ہیں ان کی حالت اس سے بھی زیادہ تعجب کے قابل ہے۔ روح کو عقل تسلیم کرنے کے بعد اور جسم سے ان دونوں چیزوں کے برتر اور علیحدہ ماننے کے بعد مذہب کے خیال کو نادان عقل کی پیچیدگیوں اور بھیدوں میں سے ہے۔ یہ بات کہ مذہب انسان کی جہالت سے پیدا نہیں ہوا طے ہو کر یہ بحث باقی ہی کہ یہ کہاں سے آیا۔ اس کا جواب یہی ہے کہ فطرت انسانی میں اس کا مادہ پیدا ہوا ہے جو اس کو قبول کرتی ہے۔ ۱؎

انسان کے دل میں ہمیشہ رعب عزت اور خوف کی طاقت موجود رہتی ہے جو اس کو "عبادت" اور اپنی کمزوری کے اقرار پر مجبور کرتی ہے

۱؎ یہاں اسلام اور روحی کے پیچیدہ مسائل کو عمداً چھوڑ دیا گیا ہے کہ مذہب کے قبول کرنے کی خواہش خود انسان کے اندر پیدا ہوئی ہے یا دین کے حقائق نہیں بلکہ ہو ہے۔ جو بات ہم میں پیدا ہوئی ہے اسی نے ذہن دیئے اور صحیح کرنے کے لیے باہر سے پیغام آتا ہے

وہ ظاہری اور طبیعی اسباب کو کافی نہیں سمجھتا بلکہ عجیب قسم کے حالات اور جذبات جو اس پر طاری ہوتے ہیں اُن کی تشریح کے لیے انسانی دائرے سے آگے بڑھتا ہے۔ سائنس یا علوم طبیعی ہم کو تمام انتظام عالم میں سے ایک نہایت ہی قلیل حصہ کا حال بتاتے ہیں یعنی یہ بیان کرتے ہیں کہ چند چیزیں مل کر یہ چیز پیدا ہوتی ہے اور اس کے بعد یہ واقع ہوتا ہے لیکن یہ باتیں تو خلقت کی تاریخ ہیں نہ کہ تشریح [1] ایسے بیانات سے کسی آدمی کی جس کی عقل و دماغ کا ایک نفیس حصہ مردہ نہ ہو گیا ہو پوری تسلی نہیں ہو سکتی۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ اس مذہبی سچ کے دریافت کرنے کی انسان کے دل میں بے چینی دی گئی ہے [2] بعض حالتوں میں ہوشیار اور زبان دراز شخص خدا کے بارے میں اور مذہب کی اور اصلی باتوں میں لوگوں کو لاچار اور لاجواب کر دیتے ہیں لیکن یقین پیدا نہیں کر سکتے اس کا سبب ہٹ ہے یا طبیعت، جہالت ہے یا پیدائشی میلان [3]۔

[1] انسان کی تسلی کے لیے یہ کافی نہیں کہ فلاں بات کس طرح سے ہوئی ہے بلکہ یہ کیوں ہوئی اور کہاں سے آئی "کس طرح" کو سائنس والے جتنا کچھ ان کو معلوم ہے عمدہ طرح سے بتاتے ہیں لیکن اس سے زیادہ دعویٰ بقول افلاطون کے "جہل مرکب" ہے

[2] ایک لڑکے سے فرض کیجیے کہ تم [illegible] ہو کشتی پر سوار ساحل سے دور اور پانی۔ ابر۔ بارش۔ برق۔ اور ہوا تم کو چاروں طرف سے گھیرے ہو۔ طوفان بپا ہو۔ اور تاریکی کا عمل۔ کیا تم خیال کر سکتے ہو کہ صرف طبیعی اسباب تمہارے لیے کافی ہوں گے۔ کیا اس کہنے سے کہ بادل حرارت ارضی کا نتیجہ ہیں جو بخارات آبی کو کھینچ کر اوپر لے گئے ہیں۔ مینہ ان بادلوں کے پگھلنے اور جمنے کا نتیجہ ہے۔ بجلی یا برق دو مختلف قسموں کی برق سے جو آپس میں ٹکراتی ہیں ظاہر ہوتی ہے اور گرج یہ گرج بادلوں کی رگڑ کا باعث ہے یہ خیال آپ برائے کرم نہ کریں کہ میں اس توضیح کو غلط سمجھتا ہوں کوئی سمجھدار آدمی یہ نہیں کر سکتا۔ یہ سب سچ ہے لیکن سارا سچ نہیں ہے کچھ پیچھے بھی باقی ہے۔ انسان ان باتوں سے انکار کر سکتا لیکن اپنے دل میں کہتا ہے کہ اگر یہی ہے تو کچھ بھی نہیں۔ میرے دل پر تو کچھ اور گہرا اثر ہوتا ہے۔ (ترجمہ از انگریزی رسالہ [illegible])

[3] مسیحیوں کو مصر جاتے ہوئے جہاز پر چند شخصوں نے خدا کی بحث میں [illegible]

جب مذہب کو عقل ردی سمجھ کر نہیں چھوڑ سکتی بلکہ قبول کرتی ہے بلکہ اور چیزوں سے زیادہ مستعدی اور جلدی سے مانتی ہے تو مذہبیات کا نتیجہ نہیں بلکہ علم کا نتیجہ ہے۔ اگر ہم تمام دنیا کی تاریخ پر غور کریں تو ہم ایک امر سے اور اس بات کی شہادت پائیں گے کہ مذہب کی بنیاد صداقت پر ہے تو اس خیال کا استحکام ضرور پائیں گے کہ علم سے مذہب کے خیال کو ترقی ملی ہے وہ بات یہ ہے کہ تقریباً تمام سوچنے والوں کا اس پر اتفاق ہے میں خیال کرتا ہوں کہ اگر ہم تاریخ اور تذکرہ (بائیگرفی) میں سے ایک ہزار غور کرنے والوں کے نام لیں جنھوں نے اپنی زندگی حقائق و واقعات کی تفتیش اور امور دماغی کی خدمت میں صرف کی ہے تو مشکل سے ایک کو پائیں گے جو مذہب کے مرکز خیال یعنی واجب الوجود ہونے کا بالکل منکر ہے اس فہرست میں کوئی پیغمبر یا واعظ۔ یا موجد مذہب نہیں بلکہ عالم اور حکیم ہی رکھے گئے ہیں۔ ہومر۔ سقراط۔ افلاطون۔ ارسطو سے لے کر بیکن اور نیوٹن۔ بو علی سینا۔ اور ابو نصر۔ ابن رشد اور ڈیکارٹ۔ سپنسر۔ ہیگل اور گیٹے و اسپنسر اور روسو وغیرہ تک بے شمار نام ہیں جنھوں نے ایمان داری سے اپنے علم کے موافق خدا کے وجود کا ثبوت جہاں تک ان سے ممکن ہوا کیا ہے۔

اس سے یہ مطلب نہیں کہ عقلا کا اجتماع غلطی پر ناممکن ہے بلکہ یہ کہ مذہب اور علم ان دونوں چیزوں میں مناقضت سمجھنا غلطی کی بات ہے۔ علم کی ترقی سے خواہ وہ کسی قسم کا ہو سچ کی ترقی ہوتی ہے اور مذہب کا جتنا حصہ سچ ہے (کیونکہ جھوٹے جھوٹے توہمات جو مذاہب میں داخل ہو گئے ہیں ان کو مذہب کا ضروری حصہ سمجھنا ظلم ہے) اس کو سچ کی ترقی سے صدمہ نہیں پہنچ سکتا۔

علم کی تعریف شاید اب تک کسی نے کامل طور پر نہیں کی اور نہ اس کی حد غالباً لفظوں میں بیان ہو سکتی ہے۔ صرف ایک لفظ کی جگہ دوسرے لفظ کو لکھ دینا اس کی تعریف نہیں ہو سکتی تاہم یہ تعریف اوروں کے مقابل میں کسی قدر زیادہ چسپاں ہے۔ العلم معرفت الاشیاء کما ہی [1]۔ اگر ہم مذہب

[1] علم ہے چیزوں کا جاننا جیسی وہ ہیں۔ اس تعریف میں یہ مشکل ہے کہ علم اور معرفت بہت چھوٹے ہوتے ہیں۔

اور علم کو ایک دوسرے سے مخالف مانین تو ہم کو ایک فرضی ۔ وہمی غلط اور بے بنیاد چیز تسلیم کرنا پڑے گا و ذلک من الامور الذی [illegible] العقل منہا و نکرا

پھر کیا یہ خیال بے اصل ہے کہ علم میں اور مذہب میں ہمیشہ لڑائی رہتی ہے ۔ نہیں ہرگز نہیں تاریخ سے اس کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے اور ہم تاریخ کے سچ کو زبان کے زور سے نہیں جھٹلا سکتے ۔ مذہب والوں نے علم والوں کو ایذا دی ہے ۔ علم کو دبایا ہے اور ستایا ہے ۔ یہ سچ ہے لیکن انھوں نے خود مذہب کو ایذا دی ہے مذہب والوں نے یعنی انسان نے جنون کیا ہے ۔ چوری کی ہے جھوٹ بولا ہے ۔ غیروں کا مال کھایا ہے ۔ کمزوروں پر ظلم کیا ہے ۔ محنت نہیں کی ۔ اور خرچ کیا اور بہت سی باتین کین ۔ ان کا الزام مذہب پر کیوں نہیں عائد کیا جاتا ۔ کیا اس لیے کہ یہ باتین مذہب کے نام سے نہیں ہوئین ۔ علم کا ستانا انسان کی قربانی کرنا ۔ [illegible] ہزارہا قسم کی بے حیائیاں مذہب کے نام سے ہوئین ۔ لوگ مذہب کے نام سے مارے اور جلائے گئے ۔ کیا اس سے یہ الزام آتا ہے کہ مذہب رحم دلی یا عصمت و عفت وغیرہ کا مخالف ہے ۔ یہ سچ ہے کہ یہ سب الزام بھی مذہب پر عائد کیے گئے ہیں مگر عقل نے انسان اور مذہب کے عمل کو مخلوط کر کے مذہب پر عیب نہیں لگایا ۔ آزادی کے نام پر ہزارہا آدمیوں کو پھانسی دی گئی ۔ جلا وطن کیے گئے ۔ دریا میں ڈبو دیا گیا بچوں کو جدا کر دیا ۔ عورتوں پر ظلم کیا لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ آزادی بُری چیز ہے اور ہمیشہ جابر حکام کی اطاعت میں رہنا چاہیے بیہودہ نتیجہ ہے زیادہ خلاف عقل نہین ۔ آدمیوں کے اپنے کام اور جو باتین ان کی زبان پر چلی ہین جن اصل کو وہ ظاہر مانتے ہین ان کے کام ان دونوں کو اس طرح ملا دینا کہ ہر ایک کا الزام دوسرے پر عائد ہو ایسا ہی [illegible] قاعدہ ہے جیسا [illegible] کام

اس سے یہ سمجھنا چاہیے کہ مذہب کے نام سے اور یہ خیال کر کے کہ ان باتوں سے مذہب کو فائدہ پہنچے گا نہایت قبیح کام نہیں کیے گئے تعصب (مذہبی تعصب یا قومی تعصب) ایسی چیز ہے جس نے نوع انسان کی خوشی کو ایک [illegible] کر دیا ہے جس نے ترقی کو ہمیشہ روکا ہے جسے [illegible] ان باتوں میں سے ہے جن سے عقل انکار کرتی ہے اور زیادہ [illegible] ہے ۔

میں تسلیم کرتا ہوں کہ تعصب نے بھی ستایا ہے جس نے بھائی بھائی اور باپ بیٹے میں عداوت پیدا کی ہے ۔ ہم دیکھتے ہیں کہ دو آدمی ایک دوسرے کی طرف بڑی خوشی سے آتے ہیں ایک دوسرے کی تعریف ان کی آنکھوں سے معلوم ہوتی ہے لیکن بعد اس امر کے معلوم ہونے کے کہ فلاں امر میں اس کی اس سے مخالفت ہے یہ اداس ہوتا ہے اور وہ خفا ۔ دونوں کی محبت نفرت سے اور تعریف ہجو سے بدل جاتی ہے [illegible]

لیکن اس سے کیا ثابت ہوتا ہے مذہب کا نقصان اور اس سے ہماری رائے میں یہ خیال بالکل بیہودہ ہے [illegible] جذبات اور تاریک اور بیہودہ خیالات انسان بغیر کسی لباس کے ظاہر کرنے سے پرہیز کرتا ہے وہ مذہب کے رستے میں نکالتا ہے طبیعت کا کینہ اور مزاج میں ظلم کے بہانے سے [illegible] ہو گئے ہوں مگر وہ حقیقتاً مذہب سے علاوہ نہیں ہوتے [illegible] میں موجود ہیں ۔ بہت کم شخص ہیں جو خالصتاً خدا کے خوش کرنے کے لیے بنی نوع کو تکلیف دیتے ہیں زیادہ تر اپنے نفس کا سیر کرنا مقصود ہوتا ہے ۔ تعصب جو مذہب اور ترقی شایستگی اور اخلاق ۔ خدا اور بندہ دونوں کی خوشی ان سب کا دشمن ہے ۔ اگر مذہب کا نتیجہ ہے تو شاید مذہب سے زیادہ کوئی عذاب انسان پر نہیں ! [illegible]

(باقی آئندہ)

نواب محسن الملک بہادر کی ہمدردی

ہم عرصہ سے سنتے ہیں کہ اہل اسلام میں اتفاق اور ہمدردی کا جوش گھٹتا جاتا ہے مگر فقط ہماری پست خیالات کا عکس ہے جو ہمارا سایے کی طرح ہمارے پیچھے پڑے ہوئے ہیں ۔ بغور کامل دیکھا جائے تو ہر شخص [illegible] کے دل میں [illegible] اخوت کا نور جو ہمارے رسول اکرم [illegible] نے [illegible] متجلی ہے جس سے اہل اسلام جب چاہیں مستفیض ہو سکتے ہیں ۔ [illegible] اس قول کی صداقت کے لیے جلسہ سالانہ انجمن معین الاسلام واقع محلہ [illegible] بازار سکندر آباد دکن [illegible] ہر ایک کو اطلاع ہو سکتا ہے ۔ جو بتاریخ ۲ جنوری ۱۹۱۳ء روز [illegible] بوقت شام کے بے قرار پایا تھا جس کی کرسی صدارت پر عالی جناب [illegible] صاحب

خود تمکین عالی جناب نواب محسن الملک بہادر معتمد پولیٹکل و فنانس سرکار
نظام حیدرآباد دکن رونق افروز ہو کر بعد سماعت رپورٹ معتمد انجمن موصوف
اپنی زبان فیض ترجمان سے اتفاق و ہم دردی قومی پر تقریر فرمائی اور اغراض
انجمن مثلاً جیسے غریب طلبائے مدارس کو فیس اور کتب وغیرہ سے مدد دینا
غریب بچوں کے ختنہ کے لیے خرچ دینا۔ لاوارث میت کی تجہیز و تکفین کے
لیے امداد کرنا نومسلم کی اعانت کرنا اور ماہ محرم و ربیع الاول میں مجالس
وعظ مقرر کرنا وغیرہ وغیرہ الرایہ جو دستور العمل میں مندرج ہیں اس کی
کے لیئے حاضرین جلسہ کو ترغیب دلانے کے بعد از راہ حمیت اسلامی و عالی
ہمتی دو سو روپیہ ماہانہ عالی اپنی جیب خاص سے بطور چندہ انجمن مذکور کو
مرحمت فرمایا۔ اسی طرح اگر اہل اسلام اپنے برادران دینی کی طرف التفات فرمایا
کریں تو امید قوی ہے کہ ہم سے کم زور مفلس کو بھی حبل المتین اتفاق کے ذریعے
سے بام منتہائے مدعا پر پہونچنا آسان طور سے حاصل ہو سکتا ہے۔

راقم [illegible] وقائع نگار۔

مرثیہ نوہر علی مرحوم

سابق طالب علم محمڈن اینگلو اورینٹل کالج علی گڑھ

مندرجہ عنوان طالب علم کی وفات پر افسوس ظاہر کرنے اور ان کے [illegible] رسیدہ والدین کے ساتھ اظہار ہمدردی کرنے کے لیئے کالج [illegible] جلسہ ہوا جس میں سکرٹری [illegible] سے مخاطب ہو کر [illegible] درد ناک تقریر کی جس میں نوہر علی مرحوم کی اس [illegible] جدائی پر بہت افسوس ظاہر کیا گیا۔ [illegible] علی صاحب نے تقریر کی اور آتنائے گفتگو میں نوہر علی مرحوم کے والد بزرگوار کے نام ہمدردی کا خط لکھنا تجویز کیا اس کے بعد [illegible] اور [illegible] رہی لیکن [illegible] دوست چودہری خوشی محمد خان صاحب کو اس اتفاقیہ موت پر جو رنج ہوا تھا اس کو یوں ظاہر کیا۔

آج یہ مجمع احباب پریشان کیوں ہے — آج اس بزم میں یہ شور فغان کیوں ہے
چھا گئی آج یہ محفل پہ اداسی کیسی — آج افسردہ دل سے مجلس اخوان کیوں ہے

ہم دم و ہمدم کو جدائی کا یہ کیسا غم ہے
بزم میں آج کوئی یار دمساز کم ہے

ہائے بیداد کیا یار خزانی تو نے — چھوڑی اس گل کی یہ گلشن میں نشانی تو نے
ہم تو سمجھے تھے نہیں [illegible] — ہم یہ کیوں ظلم کیا مرگ جوانی تو نے

گل تر قوم کا ایک پورا اکھاڑا تو نے
نا گہاں باد اجل باغ اجاڑا تو نے

آرزو کوئی بھی ہائے نہ ہونے پائی — آخری وقت مدارات نہ ہونے پائی
ہو گئی دیدہ نگران سے نہاں صورت یار — حال دل کچھ نہ کہا بات نہ ہونے پائی

حیف چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر نہ دیدم و بہار آخر شد

آج وہ برگ خزان دیدہ گلستان میں نہیں — آج وہ حسرت غلطاں بر دیوان میں نہیں
خواب راحت سے نہیں کوئی جگانے والا — روز و شب شام و سحر اس کی شبستان میں نہیں

اور خورشید فلک کی یہی محفل ہو گی
کنج خلوت میں تمہاری یہی منزل ہو گی

یار گم گشتہ یہ بیچ گئے درد صورت تیری — خون رلائے گی ہمیں یاد وہ غربت تیری
یاد ہے سب کو اجل کے بہانے کی ہے — وہ محبت وہ مروت وہ نزاکت تیری

مدتوں روئے گی یہ محفل احباب تجھے
پر نہیں پائے گی اے گوہر نایاب تجھے

گر تھا منظور رلانا تو ہنسانا ہی نہ تھا — تجھ کو چھپنا تھا جو ہم سے تو دکھانا ہی نہ تھا
بزم اخوان کو یہ درد جدائی دے کر — اس قدر جلد جو جانا تھا تو آنا ہی نہ تھا

باپ بوڑھے کی کمر کو تو نہ توڑا ہوتا
داغ حسرت دل مادر پہ نہ چھوڑا ہوتا

رکھ دیا کنج لحد میں تن بے جان تیرا — ہو گیا آج وطن شہر خموشان تیرا
بار دم ساز چپ قبر کو ٹھی دے کر — ہے نگہبان خدا کوہ بیابان تیرا

نور باران سے تیرے گھر میں اجالا ہو جائے
تجھ کو آغوش لحد عالم بالا ہو جائے

مر شدہ وہ روئے جس کی کوئی قبر تیرے — جز رونا اور کوئی چارہ تقدیر نہیں

ہم دو خواب پریشان بہ پسنی اپی … ادیم و سوخت کہ اس را تعبیر نہیں

رہ روانیم و گذر راہ فنائی امید
ہر کہ جان دادہ بمنزل گہ مقصود رسید

محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس

اور

عملی تدابیر ترقی تعلیم مسلمانان

اب کی دفعہ جو محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کا اجلاس دہلی میں ہوا اس میں مسٹر تھیوڈور بیک پرنسپل مدرسۃ العلوم علی گڑھ نے ایک کاغذ نسبت موجودہ حالت تعلیم مسلمانان کے پڑھا اس میں بتایا کہ شمالی و مغربی اضلاع اور اودھ کے کالج کلاسوں میں بہ نسبت سابق کے مسلمان طالب علموں کی ترقی ہو گئی ہے اور اسکول کلاسوں میں کچھ ترقی نہیں ہوئی ہے اور وہی حالت ہے جو پانچ برس پہلے تھی اور چونکہ کالج کلاسوں میں مسلمانوں کی تعداد کی ترقی صرف اسکول کلاسوں کی تعداد کی ترقی پر منحصر ہے اس کی نسبت توجہ ضرور ہے

انھوں نے یہ تجویز کی کہ ملک کے مختلف حصوں کے مسلمانوں کی تعلیم کی حالت بخوبی اور پورے طور پر دریافت کرنا چاہیے کہ کتنے مسلمان ایسے ہیں جو اپنے بچوں کی تعلیم دینے کا مقدور رکھتے ہیں اور ان کو تعلیم نہیں دیتے اور اگر تعلیم نہیں دیتے تو اس کا کیا سبب ہے ۔ مذہبی خیال سے یا غفلت کی وجہ سے ۔ کوئی شک نہیں کہ مختلف مقامات میں مختلف اسباب پائے جائیں گے ۔ بعض جگہ افلاس تعلیم کا مانع ہوگا ۔ بعض جگہ مذہبی خیال ۔ بعض جگہ غفلت ۔ اسی طرح مختلف مقامات میں مختلف تدابیر اشاعت تعلیم کے لیے عمل میں لانی ہوں گی مثلاً جس جگہ افلاس تعلیم کا مانع پایا جاوے وہاں ایسا مدرسہ قائم کرنا مناسب ہوگا جس میں فیس کم وصول کی جاوے ۔ یا شاید یہ مناسب ہو کہ موجودہ مدرسے میں غریب لیکن ہونہار طالب علموں کی فیس ادا کرنے کے لیے روپیہ جمع کیا جاوے جس جگہ مذہبی خیال تعلیم کا مانع پایا جاوے وہاں شاید یہ مناسب ہوگا کہ ایسا مدرسہ جاری کیا جاوے جس میں دنیوی تعلیم کے ساتھ مذہبی تعلیم بھی دی جاوے یا کوئی اور طریقہ اس مطلب کے حاصل کرنے کے لیے اختیار کیا جاوے جس جگہ غفلت تعلیم کے ساتھ مذہبی تعلیم بھی دی جاوے یا کوئی اور طریقہ اس مطلب کے حاصل کرنے کے لیے اختیار کیا جاوے ۔ جس جگہ غفلت تعلیم کی مانع پائی جاوے ۔ وہاں شاید واعظ مقرر کرنے ضرور ہوں گے جن کے اخراجات سفر کانفرنس کے روپیہ میں سے دیے جائیں گے ۔

اس تحریک پر کانفرنس نے بہت کچھ توجہ کی اور ایجوکیشنل کانفرنس نے ایک علیحدہ سکشن قائم کرنا تجویز کیا جس کا نام غالباً سکشن آف دی محمڈن ایجوکیشنل سنسز قرار پایا ہے اور سکرٹری کو ہدایت کی کہ اس کے انتظام کی تدبیریں عمل میں لاوے اور مندرجہ ذیل تدبیریں اس کی کارروائی کے لیے تجویز کی گئیں ۔

اول ۔ اس سکشن کا انتظام اس طرح پر ہو کہ پنجاب اور اضلاع شمال مغرب و اودھ اور صوبہ بہار کے ہر ایک ضلع میں سے ایک شخص منتخب ہو جو وقتاً فوقتاً اس ضلع کے حالات و کیفیات مطلوبہ متعلق تعلیم مسلمانان کی تحقیقات کر کے اس کمیٹی میں جس کا آگے ذکر ہوگا رپورٹ بھیج دیا کرے اور وہ شخص اس سکشن کا آنریری کارسپانڈنگ ممبر قرار دیا جاوے

دوم ۔ ایک منیجنگ کمیٹی ایسے لوگوں کی جو بوقت ضرورت باسانی جمع ہو سکیں مقرر کی جاوے تاکہ وہ کمیٹی کارسپانڈنگ ممبروں سے خط و کتابت کرے اور بھیجے اور جو معاوضہ مناسب اس کام کے عوض میں اس شخص کو دینا مناسب ہو اس کو تجویز کرے ۔

سوم ۔ اس طرح پر جب تمام رپورٹیں اور کیفیتیں آلیں تو یہ کمیٹی اس کی رپورٹ اجلاس کانفرنس میں پیش ہونے کو مرتب کرے اور موانع ترقی تعلیم مسلمانان جو دریافت ہوں ان کو لکھے اور نیز ان کے رفع ہونے کی جو رائے کمیٹی کی ہو اس کو بھی بیان کرے ۔

چہارم کانفرنس کی ہر قسم کی آمدنی سے تمام اخراجات متعلقہ کانفرنس ادا ہونے کے بعد جس قدر روپیہ بچے وہ ان مقاصد میں صرف ہونے کے لیے محفوظ رہے اور اس روپیہ کا خرچ کرنا صرف اس کمیٹی کے اختیار

مین ہو۔

پنجم اس کمیٹی کے لیے ایک جداگانہ سکرٹری اور مددگار سکرٹری تنخواہ دار یا بے تنخواہ مقرر ہو جو کمیٹی کی جانب سے خط و کتابت کرے اور تمام کام جو اس کمیٹی سے متعلق ہون اُن کو انجام دے۔

ششم جب یہ کمیٹی مرتب ہو جاے اور کام شروع ہو تو مناسب ہوگا کہ اس کی اطلاع گورنمنٹ کو بھی دی جاے اور نیز صاحبان ڈائرکٹر پبلک انسٹرکشن سے درخواست کی جاے کہ اُن کے عہدہ داران ماتحت بھی مسلمانان کی تعلیمی حالات دریافت کرنے مین اُن لوگون کو جو کمیٹی کی طرف سے تحقیقات پر مامور ہون مدد دین۔

ہم کو معلوم ہوا ہے کہ اس تجویز کے بموجب پنجاب اور اضلاع شمال و مغرب اور بہار کے ہر ایک ضلع سے ایک ممبر منتخب کیا گیا ہے اور نیز اس کارروائی کے لیے منیجنگ کمیٹی مقرر ہو گئی ہے جس کے ممبر حسب ذیل ہین۔

مسٹر تھیوڈور بک پرنسپل مدرسۃ العلوم علی گڈھ
نواب وقار الملک مولوی محمد مشتاق حسین انتصار جنگ بہادر
مرزا عابد علی بیگ صاحب رئیس مراد آباد
مولوی سید کرامت حسین صاحب بارسٹرایٹ لا مقیم علی گڈھ
مولوی محمد حشمت اللہ صاحب ایم اے سی ایس

جب تک کہ کوئی سکرٹری اس کمیٹی کے لیے تجویز ہو سید احمد خان سکرٹری محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس اس کمیٹی کا بھی کام کرین گے مگر سکرٹری کا علحدہ تجویز ہوگا۔

ہم کو امید ہے کہ یہ کمیٹی عملی کارروائی کرے گی اور اس سے بہت کچھ فائدہ مسلمانون کی تعلیم کو پہونچے گا۔

از علی گڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ

ایک طالب علم کی ہمدردی کالج سے

ماخوذ از علی گڈھ گزٹ

سید رشید الدین احمد جو ہمارے کالج مین چند روز تک ایم اے کلاس پڑھتے تھے اب وہ نوکر ہو گئے ہین ہم اُن کے خط کے آخری حصہ کو جو سکرٹری کالج کے نام ہے اس لیے چھاپتے ہین تاکہ اُنھون نے جو ہمدردی کالج کے ساتھ کی ہے وہ اور طالب علمون کو بھی معلوم ہو تو کیا عجب ہے کہ کوئی اُن کی تقلید کرے

خط مذکور یہ ہے

مین نے ارادہ کیا تھا کہ جب مین ملازم ہون گا تو اول تنخواہ نذر کالج کرون گا اور بعد اس کے کسی دوسرے محکمہ یا صیغہ مین بدل جاؤن تو اُس محکمہ یا صیغہ کی اول تنخواہ بھی اور اسی طرح اس کا اول اضافہ اور بعد اس کے دوسرے دیگر اضافے بھی۔

خادم سررشتہ تعلیم ممالک مغربی و شمالی و اودھ مین ڈپٹی انسپکٹر مدارس ضلع فرخ آباد مقرر ہوا اور اول تنخواہ جو خاکسار کو ملی وہ ہو ۵ ۵ روپیہ ۸ پائی ہے آج وصول ہوئی۔ یہ رقم بذریعہ منی آرڈر خدمت والا مین روانہ ہوئی ہے۔ چونکہ پائیون کا منی آرڈر نہین ہوتا ہے اس واسطے ۸ پائی بذریعہ ٹکٹ لفافہ [illegible] کرتا ہون اور باقی رقم بذریعہ منی آرڈر۔ یہ رقم نذر کالج ہے قبول ہو کر خاکسار کو ممنون فرمایا جاے۔

خاکسار سید رشید الدین احمد عفی عنہ بی اے
طالب علم ایم اے کلاس محمڈن کالج علی گڈھ
ڈپٹی انسپکٹر آف اسکولس ضلع فرخ آباد کیمپ فتحگڈھ

خبرین

امرتسر مین ساڑھے بارہ لاکھ کے خرچ سے آب رسانی کی تجویز ہے

امیر بخارا کا ایسا اعزاز روس کے یہان کیا گیا جس کی امید نہین تھی ان کا اعزاز بالکل شاہی طریقے سے ہوا اور شہنشاہ روس کے محل مین فروکش کیے گئے۔

برلن مین ڈائنامیٹ کی آفت پھیلی دو ہوٹل اڑائے گئے ہین۔ جانین محفوظ رہین لیکن مکان کو نقصان پہونچا۔

بمبئی میں ہیضے میں آٹھ دن جس میں انفلوئنزا شامل ہے روئی کے کارخانے بند رہیں گے اس لیے کہ روئی کی قیمت بہت گران ہو گئی ہے۔ گرانی کی وجہ یہ ہے کہ امریکا میں روئی کی پیداوار میں کمی آئی۔

لندن کے ملک الشعرا لارڈ ٹینیسن جن کا ابھی انتقال ہو چکا ہے اُن کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ مشرقی شاعری کے بہت شوقین تھے۔

بنگال میں خبر ہے کہ سکریٹری آف اسٹیٹ نے لفٹنٹ گورنر پنجاب کی رائے سے جوری سسٹم کے مسئلے میں اتفاق نہیں کیا۔

میسور کی رزیڈنسی کے خزانے میں تغلب کا گمان ہوا ہے اور مدراس کی گورنمنٹ نے تحقیقات کا حکم دیا ہے

کاٹھیاوار میں ڈاکوؤں کی بہت کثرت ہے

ولی عہد آسٹریا میسور اور گوالیار کو بھی جائیں گے

چونکہ انگریزی افسر نے بلند خیل پر قبضہ کر لیا ہے اس سبب سے تمام کارروائی جو امیر کے گورنمنٹ کی جانب سے ہو رہی تھی بند ہو گئی ہے

یورپین پنشنر جنھوں نے ہندوستان میں سکونت اختیار کر لی ہے وہ متفق ہیں کہ روپے کی قیمت گھٹنے سے اُن کو تکلیف ہے۔

لندن میں یہ تجویز ہے کہ ڈیوک آف کناٹ ہندوستان کے وائسرائے کیے جائیں گے مگر ابھی اس سے متفق نہیں۔

امیر نے افغانستان سے ہندوستان کو غلہ کا آنا روک دیا ہے۔

اب کی سال شہر بمبئی میں پچاس ہزار روپیہ انکم ٹیکس پر زیادہ وصول ہوا۔

چکی اور بلند خیل اور توری کا علاقات پر اب انگریزی قبضہ ہے۔ یہ بات ہو سکتی ہے کہ کچھ زمانہ گذرا خود امیر نے ہم کو رائے دی تھی کہ کرم پر قبضہ کر کے امن قائم کیا جائے۔ امیر کی چٹھی موجود ہے مگر اب شاید اُن کو افسوس ہے۔

امیر کی روش کی خیال سے قریب قریب مایوسی ہوتی جاتی ہے اور بلند خیل پر انگریزی قبضہ اُن کو بہت گران گذرے گا۔

سفیر فرانس نے زور دیا تھا کہ شاہ مراکو فرانس سے دوستی کا عہدنامہ کریں اور روس اور ٹرکی اس کو منظور کر لیں گے مگر شاہ نے اس کو نامنظور کیا۔

گورنمنٹ روس نے اڑھائی لاکھ فوج اور بڑھائی۔

فرانس میں تشویش ہے کہ شہنشاہ جرمنی نے فوج میں ترقی کی ہے ایسا نہ ہو کہ جنگ کی ٹھہراویں لیکن انگلستان کی رائے ہے کہ ابھی جنگ ممکن نہیں ہے۔

اُن تمام ریلوں کی آمدنی جو گورنمنٹ کے ماتحت ہیں ۹۲ء میں ایک کرور دس لاکھ بہ نسبت سال ۹۱ کے کم ہوئی۔

خبر ہے کہ ہز آنر لفٹنٹ گورنر بہادر بنگال لندن کو جانے والے ہیں۔

خاندیش کے ہندوؤں اور مسلمانوں میں مذہبی جھگڑا ہوا ایک مسلمان جان سے مارا گیا۔

کونٹ اندروجینی ہنگری کے رہنے والے جو ایران کی سیاحی کے بعد ہندوستان کو آئے ہیں وہ ایران کے حالات کو جمع کرتے ہیں اپنا سفرنامہ رویل ایشیاٹک سوسائٹی کو دیں گے۔

سلطان ٹرکی نے بلغاریہ کے ایجنٹ سے بہت تپاک کے ساتھ ملاقات کی۔

بلغاریہ نے اٹلی میں دو دو تین جہاز تیار کرائے ہیں جن کی نسبت روس کی خواہش ہے کہ آبنائے ڈاردینلز سے نہ گذرنے پائیں مگر بلغاریہ کہتا ہے کہ وہ ٹرکی کا باج گذار صوبہ ہے اور بے شبہ ٹرکی کا نشان کو اُڑاتے ہوئے جہاز نکلیں گے گویا وہ ٹرکی ہی کے ہیں۔

گورنمنٹ ٹرکی نے افیون کا ٹھیکہ دینا چاہا ہے اس پر افیون فروش مخالفت کر رہے ہیں

بادشاہ مجرے میں فرانس نے ٹکسال قائم کی۔

روسی افسر کو ترکستان والوں نے قتل کرڈالا۔ قاتل
سلسلہ فرقے کے لوگ تھے۔

لندن مین مردون کے جلانے کی ترقی ہو رہی ہے

گورنمنٹ روس نے حکم دیا ہے کہ سائبیرین ریلوے کے
صیغے مین غیر قوم کا افسر مقرر نہ کیا جاے

سلطان مراکو سے پوچھا گیا ہے کہ انگلینڈ کا باشندہ جو یہان
قتل کیا گیا ہے اوس کا خون بہا دین

بنارس اور کالنجر مین بہت بارش ہوئی۔

سیلے کے فوجی حلقے کے سامان کو زلزلے سے سخت صدمہ پہونچا

شہنشاہزادہ آسٹریا کلکتہ مین یکم فروری تک پہونچینگے
۱۰۔ فروری تک ہزاکسلنسی وایسراے کے مہمان رہینگے ان کی
سیاحت ہندوستان مین آخر مارچ تک رہے گی۔ اون کی سلامی ۲۱
ضرب کی ہوگی۔

عثمان دغنا برابر مصر کی سرحد پر دھمکی دے رہا ہے

روس پامیر کے معاملے کو طے کرنے پر صفائی کے ساتھ
آمادہ نہین ہے وہ اوس مقام کو چھوڑنا نہین چاہتا۔

شہنشاہ جرمن ہند کی سیر کرنا چاہتے ہین۔

سوڈانی مصر کی چوکی جمبی پر اور پھر سراس پر حملہ آور ہوے
مگر مصری فوج سے پسپا ہوے انھون نے وادی حلفا پر تار کاٹ ڈالا
وہان سے بھی ہٹائے گئے۔

مصر کے بڑے لوگ وار درکین کی تجویز کے مخالف ہین۔

سوڈانیون سے جو جنگ وادی حلفا مین کی اوس مین
کپتان پارٹن مارے گئے۔ ایک افسر اور ۲۵ سپاہی مصری فوج
کے قتل ہوے سوڈانیون کے قتل کی تعداد نہین معلوم ہوئی لیکن
اون کا بہت ہی نقصان ہوا۔

مصطفٰی فہمی پاشا وزیر اعظم مصر جو سخت بیمار تھے اب
اون کو آرام ہونے لگا ہے

سفیر روس سلطان ترکی کو خرچہ جنگ کی طلبی پر برابر دھمکیان
دے رہا ہے وہ چاہتا ہے کہ ڈاردانیل مین بے روک ٹوک روسی
جہازون کی آمدورفت کا حق حاصل کرے اور یہ کہ سلطان کو اون جنگی
سامان سے جو بے انتہا ہو رہا ہے باز رکھے۔

گورنمنٹ ہند ہندوستان کی چاے کو تبت لے جانا چاہتی
ہے مگر گورنمنٹ چین اس شرط کو نہین مانتی۔

گورنمنٹ چین پامیر کے معاملے کو فروگذاشت
کرنا نہین چاہتی وہ روس سے آیندہ پیش قدمی کے روکنے پر
فیصلہ کرے گی۔

شہنشاہ جرمنی نے تمام فوجی جنرلون کو فوراً دربار
مین یکجا کیا اور کہا کہ فوجی ترقی جنگی ضرورت سے لازمی ہے
اور پارلیمنٹ کو یہ مسودہ ضرور پاس کرنا ہوگا

تجویز ہے کہ ہندوستانی فوج والے جب پنشن پاوین
تب حتی الامکان انھی کو محکمہ پوسٹ آفس مین چٹھی رسانی کی جگہ دیجاے

امیر کابل کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ جلال آباد مین
انگلش سفارت سے ملے گو وہ نہین ہین وہ خاموش ہین کچھ
کہتے ہی نہین۔

امیر نے خان لعل پورہ کی کل جاگیر ضبط کرلی اور شریک قلمرو
کرکے اپنا انتظام کردیا۔

تجویز ہے کہ آسام مین بجاے چیف کمشنری کے لفٹنٹ
گورنری قائم کی جاے۔

کشمیر کے اوس جانب جس قدر ملک ہے یعنی گلگت اور چترال
وغیرہ اوس پر روس کا ایک اخبار روسی دعوی اور استحقاق ظاہر
کرتا ہے۔

بلند خیل کے فرقے کی نسبت انگلش گورنمنٹ اور امیر کے گورنر
خوست مین تنازع ہے۔ انگلش گورنمنٹ اس فرقے کو تابع ملک کرم سمجھتی
اور گورنر خوست امیر کی رعایا قرار دیتا ہے۔

چھپن پر جا کر "پنجاب" کے اڈیٹر حکیم گوپی ناتھ صاحب سوچار ام شرما ستہہ کرتے ہین کہ جو رسالہ جو اُن کے اہتمام سے لاہور سے نکلتا تھا اب اس جاری رہنے کی بالکل اُمید نہین ہے اس لیئے وہ چاہتے ہین کہ تبادلہ کے اخبار وغیرہ اُن کے نام بھیجنا بند کر دیئے جاوین - سناتن دھرم کے خیالات کی نسبت وہ لکھتے ہین کہ اس کے دائرے کو وسیع کرنا چاہیئے اور ہر خیال کے آدمی شرکت کی اجازت ہونا چاہیئے - تاکہ باہمی اتفاق کی ترقی ہو -

سیر الفاروق

یہ کتاب منشی محمد بلال صاحب مالک مطبع بلالی ساڈھورہ ضلع انبالہ سے بھی بارسال قیمت نقد یا دلیوپے ایبل پارسل کے ذریعے مل سکتی ہے - از حیات اکثر سید احمد خان بہادر کے تمام و کمال لکچرون کا مجموعہ مذکورہ بالا مطبع نے نہایت صفائی اور خوبصورتی کے ساتھ چھاپا ہے اور دو روپیہ پر فروخت کرتے ہین -

تعلیم

مصنفہ منشی سراج الدین احمد اڈیٹر سر سور گزٹ

اس کتاب مین بچون کے تعلیم پر بہت وضاحت کے ساتھ بحث کی گئی ہے اور موجودہ طرز تعلیم مین جو نقص ہین اُن کو ظاہر کر کے اُن کے رفع کی طرف لوگون کو متوجہ کیا گیا ہے - اس کتاب کی بہت تھوڑی کاپیان باقی ہین - قیمت فی جلد ایک روپیہ معہ محصول ڈاک -

فصاحت

مصنفہ اڈیٹر سر سور گزٹ

اس کتاب مین عام جلسون مین برجستہ تقریر کرنے کے قواعد بہت عمدگی سے لکھے گئے ہین - وکیلون اور مقررون کے لیئے نہایت مفید رسالہ ہے - قیمت ۶ر

المشتہر منیجر سر سور گزٹ

مجرب و آزمودہ شرطیہ دوائین

جو شفاخانہ زبدۃ الحکما ڈاکٹر غلام نبی اڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور سے مل سکتی ہین مفصل فہرست اردو یا انگریزی طلب کیجیئے جو ڈیڑھ سو صفحہ کی کتاب مین چھپے ہوئے ہین ایک آنہ کا ٹکٹ وصول ہونے پر بھیجی جاتی ہین -

طلاء جو بچپن کے نقص اور رگ پٹھے کے بگاڑ کو درست کرتا ہے ۱للعہ

شربت دافع نامردی رقت جریان ضعف اعضاے رئیسہ معدہ مثانہ رعشہ ضعف جگر لاغری تاریکی چشم درد کمر وغیرہ جو کثرت اور نو جنتات سے لاحق ہون - بوتل ۱ے

سوزاک و قرحہ مزمنہ کے استعمال مین اثر کامل دکھاتی ہے شیشی ۱ے

حب آتشک بلا تکلیف آتشک کے ہر مرحلہ کے مرض دور ہو اور پھر عود نہ کرے للعہ

ہیر آئل خوشبودار سیاہ بال سفید نہ ہون درد سر نزلہ زکام ضعف دماغ کو فائدہ بخشے - ۱ے

کحل الجواہر سرمہ مقوی بصر دافع غبار رجالا جالا خارش وغیرہ ۱ے

ڈینٹ پوڈر منجن دانت کا ہلنا درد کیڑا لگنا پیپ مسوڑھون سے خون آنا وغیرہ کو دور کرتا ہے ۸ر

حب ذیابیطس بار بار آنا پیشاب کا و پیاس دور کرتا ہے اور جسم کو طاقت دیتا ہے ۲ے

قائم مقام افیون و چانڈو - اس کے استعمال سے بلا ضرر نشہ چھوٹ جاتا ہے اور رطوبات فاسدہ سب جذب ہو جاتے ہین ۸ر

حب بواسیر خونی بادی مسون کی ٹیس تنقص قرار وغیرہ دور ہوتا ہے

روغن اعجاز سوراخ بھگندر ناسور خنازیر زخمون کے کیڑے اور پرانے زخم ایام حمل مین تکلیف کالی کھانسی سوزش بخار دور ہو جاتا ہے ۸ر

خضاب جس کے لگانے سے چند منٹ مین بال کالے ہو جاتے ہین - ۱ے

رسالہ ہیضہ ۱۲ر رسالہ بواسیر ۹ر رسالہ آتشک و سوزاک ۱ر

مطبوعہ ... منشی سراج الدین احمد منیجر نے چھاپا و شائع کیا